''الجنات الثمانیہ'' اور اس کا مصنف

(ایک اجمالی تعارف)

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس☆

خواجہ محمد سعید (۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۱ء) شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) کے بڑے بیٹے تھے۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے وقت کے علوم عقلیہ و نقلیہ مکمل کئے۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد گرامی کے علاوہ برادرِ اکبر خواجہ محمد صادق، اور ملا محمد طاہر لاہوری شامل ہیں۔(۱) فقہی علوم پر آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ شیخ احمد سرہندیؒ کو کسی مسئلہ پر تحقیق مطلوب ہوتی تو وہ آپ ہی سے کہتے۔(۲) اگر کبھی دربار میں جاتے تو بادشاہ آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے سے مسائل دریافت نہ کرتا۔(۳) علم حدیث میں بھی آپ کا گہرا مطالعہ تھا۔ مشکوٰۃ المصابیح پر آپ کا حاشیہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس میں آپ نے ان احادیث کی نہایت ہی خوبصورت وضاحت کی ہے جو احناف کے مؤقف کی وضاحت کرتی ہیں۔(۴) خانقاہ مجددیہ کے انتظامی امور میں بھی آپ کا بنیادی کردار تھا۔(۵) تصوف میں آپ کے مقام کی بلندیوں کااعتراف خود خواجہ باقی باللہؒ اور آپ کے والد گرامی قدر نے کیا ہے۔(۶) علمائے عرب سے آپ کے گہرے روابط تھے۔(۷) آپ کے مکاتیب میں فصیح عربی زبان میں لکھے ہوئے مکاتیب بھی ملتے ہیں۔(۸) اورنگ زیب عالمگیر سے آپ کے گہرے روابط تھے، اس کا اندازہ ان مکاتیب سے ہوتا ہے جو شاہِ وقت کے نام ہیں۔(۹) شیخ عبدالاحد (۱۶۴۰-۱۷۱۴/۱۱۲۶-۱۰۵۰ھ)، شیخ محمد سعید کے پانچویں فرزند تھے۔(۱۰) اس طرح وہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے پوتے ہوئے۔(۱۱) قرآن مجید کے حافظ(۱۲) ہونے کے علاوہ مروجہ دینی علوم اپنے والد اور اخوند سجاول(۱۳) سے پڑھے اور ان میں کمال حاصل کیا۔ اپنی خاندانی روایات کے مطابق سیر و سلوک کی منازل بھی طے کیں۔

آپ کے علمی تفوق اور وسعت کا پتہ آپ کی تصانیف سے چلتا ہے جو فارسی اور عربی زبان میں نہایت عالمانہ مباحث سے پُر ہیں۔ ان کی تعداد پچاس کے قریب ہے۔ اکثر خطی نسخوں کی صورت میں مختلف کتب خانوں میں پڑی ہیں اور کئی کے صرف نام ہی ملتے ہیں۔(۱۴) دستیاب ذخیرہ سے یہ

☆ شعبہ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، لاہور

DMHL

پتا چلتا ہے کہ تفسیر، حدیث اور فقہ جیسے ادق مضامین میں آپ نے تحریری سرمایہ چھوڑا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل کتب قابل ذکر سمجھتا ہوں۔

قرآنیات کے حوالہ سے ''حاشیہ بر بعض اقوال تفسیر بیضاوی''، ''منثور الدرر فی فضائل السور''، ''رسالہ فی قرأۃ النبی المختار و اصحابہ الکبار''، ''قرأۃ القارئین'' اہم ہیں۔ حدیث و سیرت میں ''سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث'' اور ''خزائن النبوۃ'' کا تذکرہ ملتا ہے۔ فقہی ذوق، جو آپ کو اپنے والد سے عنایت ہوا تھا، ''فیض العام''، ''بدائع الشرائع اسرار الجمعہ'' اور ''رسالہ نفی الاشارۃ فی الصلوۃ'' اس ذوق کے آئینہ دار ہیں۔ دینی علوم پر آپ کی تصانیف کا یہ اجمالی تذکرہ بہرصورت آپ کے علمی و فکری رجحانات کا آئینہ دار ہے۔ آپ نے اپنے زمانہ کی ضروریات کی تکمیل کے لئے قلم و قرطاس سے اپنے رشتہ کو جوڑے رکھا۔

آپ کے خاندان نے برصغیر میں علم تصوف کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ مشرق و مغرب میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت اور عالم عرب میں فروغ (۱۵) میں آپ کا ایک اہم اور نمایاں کردار ہے۔ آپ اپنے والد کے سجادہ نشین تھے اور اپنے چچا، خواجہ محمد معصوم کے فیض یافتہ بھی۔ آپ کے تربیت یافتہ افرادمیں ایک بہت ہی نمایاں نام محمد عابد سنامی(۱۶) کا ہے۔ حضرت مظہر جان جاناں(۱۷) محمد عابد سنامی(۱۸) کے مرید تھے۔تفسیر مظہری کے مؤلف قاضی ثناء اللہ(۱۹) اور معروف صوفی محمد خالد کردی(۲۰) کا تعلق اسی سلسلۃ النور سے ہے۔ ایک صوفی کی حیثیت سے دو باتوں کا تذکرہ ضروری ہے۔ ایک وہ بشارتیں جو مشائخ سے آپ کو ملیں اور دوسرا علم تصوف پر آپ کی تصانیف۔ جہاں تک ان مختلف بشارتوں اور مختلف مجددی بزرگوں سے تصوف و سلوک کی منازل طے کرنے کا تعلق ہے اس کا ایک اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

(۱) آپ کے والد نے آپ کو ولایت کبریٰ کی بشارت دی۔

(۲) آپ کے چچا خواجہ معصومؒ نے آپ کو ولایت کبریٰ کے علاوہ صغریٰ، علیا، کمالات نبوت، حقائق اربعہ اور ان سے بھی بالا بشارتیں دیں۔

(۳) خواجہ معصومؒ نے ہی آپ کو ''محمدی المشرب'' کی استعداد کی بشارت دی۔(۲۱)

اگر آپ کی تصانیف کا جائزہ لیا جائے تو ''سبیل الرشاد''، ''رسالہ لطائف''، ''رسالہ نقشبندیہ''، ''رسالہ در بیان طریقۂ احمدیہ'' آپ کے صوفیانہ افکار کے مظہر ہیں۔ شیخ سے عقیدت و محبت، تصوف کا جزو لاینفک ہے۔ اسی عقیدت کے اظہار کے لئے آپ نے ''الجنات الثمانیہ'' کے علاوہ ''خیرالکلام''

''رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد الف ثانیؒ''، ''شرح مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ'' اور اپنے والد کی سوانح عمری ''لطائف المدینہ'' لکھی۔ آپ کے صوفیانہ افکار کے آئینہ دار وہ خطوط بھی ہیں جو ہمیں نقشبندی سلسلہ کے مختلف مجموعہ ہائے مکاتیب میں ملتے ہیں۔(۲۲) ان خطوط کے مطالعہ سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی ذات علمی اور عملی اعتبار سے مجددی طرز تصوف کے محاسن کا مجموعہ تھی۔ شیخ ابو الرضا محمد سے آپ کی مکاتبت صوفیانہ طرز تحریر کی عمدہ مثال ہے۔(۲۳)

درج بالا سطور سے شاید کوئی یہ اندازہ لگائے کہ آپ ایک خشک ملا و زاہد تھے۔ حقیقت میں ایسا نہیں۔ آپ نہایت عمدہ شعری ذوق رکھتے تھے۔ فارسی اور ریختہ(۲۴) میں آپ کی شاعری کے نمونے دستیاب ہیں۔ ''وحدت'' اور ''گل'' آپ کے تخلص تھے اور خواجہ معصوم آپ کے اشعار کو ''رنگین'' قرار دیتے۔ شاعری میں ''خیابان وحدت'' اور ''دیوان وحدت''، نامی شعری مجموعے آپ کی یادگار بتائے جاتے ہیں۔ درحقیقت آپ نے آنے والے دور میں اُردو شاعری کو مقصدیت و معنویت سے معمور کرنے لئے ایک نئے دبستان کی بنیاد رکھی جس کو مظہر جان جاناں نے پروان چڑھایا۔ نقشبندی شعرا میں شعر تفنن طبع کا ذریعہ نہیں بلکہ فکر و احساس کی سچائی کا اظہار ہے۔(۲۵) اسی لئے میر محمدی مائل دہلوی نے شیخ عبدالاحد وحدت کو ''استاد شعر ریختہ''(۲۶) کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ آپ کی فکر سے جس شعری ادب نے جنم لیا اس میں مظہر جان جاناں کے علاوہ شیخ سعد اللہ گلسن، (ان کے شاگرد) ولی دکنی، نقی سرہندی، انعام اللہ خاں یقین، ولی اللہ اشتیاق شامل ہیں۔

آپ کی فارسی اور ریختہ میں شاعری سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:-

شب خیال طرہ شوخی بدل پیچیدہ و رفت
ساعتی ہمچوں شب قدر از بزم جوشید و رفت
خانہ زیں است دنیا عیش و پا در رکارب
شہسوار است آنکہ آرزوی زود دامن چیدہ و رفت(۲۷)

خوش کن لمحات والی رات گذر گئی ہے، وہ لمحے شب قدر کی طرح رخصت ہوگئے ہیں۔ اس دنیا میں اس طرح زندگی گذاریئے کہ آخرت کے سفر کے لئے تیار رہیں۔ بہترین سوار وہ ہے جو جلدی اپنا رخت سفر باندھے۔

خواجہ سعیدؒ (اپنے والد گرامی قدر) کے وصال پر یہ اشعار (مادۂ تاریخ) کہے:

سال رحلت بیابی از خوانی

رفت قطب زماں سعید ازل(۲۸)

درج ذیل جملے سے سال رحلت کا عدد نکلتا ہے:

رفت قطب زماں سعید ازل

۱۰۷۱=۳۸+۱۴۴+۹۸+۱۱۱+۶۸۰

اپنے والد کے وصال کے بعد چچا، خواجہ محمد معصومؒ کے پاس آئے تو یہ اشعار کہے:

سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را (۲۹)

میں نے خود کو آپ کے حوالے کر دیا پھر کمی بیشی آپ بہتر جانتے ہیں۔

ریختہ جو اردو زبان کی ابتدائی شکل ہے، میں ایک غزل یہ ہے:

ذرا تو سوچ اے غافل کہ کیا دم کا ٹھکانا ہے
نکل ہی جب گیا تن سوں تو پھر اپنا بگانا ہے
مسافر توں ہے اور دنیا سرائے، بھول مت غافل
سفر ملک عدم آخر تجھے در پیش آنا ہے
لگاتا ہے عبث دولت پہ کیوں دل کوں کہ اب ناحق
نہ جاوے سنگ کچھ ہرگز، یہاں سب چھوڑ جانا ہے
نہ بھائی بند ہے کوئی، نہ یار و آشنا کوئی
ٹک اک جو غور سے دیکھو تو مطلب کا زمانا ہے
لگاؤ یاد میں اس کی نجات اپنی اگر چاہے
عبث دنیا کے دھندے میں ہوا گل کیوں دوانا ہے(۳۰)

سطور بالا کے مطالعہ سے یہ عیاں ہوتا ہے آپ کی شخصیت علوم و فنون کے اعتبار سے کثیرالجہت تھی۔ میر صفر احمد معصومی نے ''فصیح بیان شاعر'' اور ''فقیہ عارف'' کے القابات سے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا(۳۱) تو آپ کے چچا زاد بھائی خواجہ محمد نقشبند آپ کے عالمانہ اور عارفانہ مقام و مرتبہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''ہمارے آباء و اجداد میں جتنا کچھ علم و معرفت اللہ نے الگ الگ لوگوں کو عطا کیا تھا وہ

سب کچھ اگر ایک عالم میں دیکھنا چاہیں تو صرف شیخ عبد الاحد کی ذات بابرکات تھی۔''(۳۲)

الجنات الثمانیہ

الجنات الثمانیہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے احوال و آثار پر حرمین شریفین کے سفر میں ۱۰۸۹ھ/ ۱۶۷۸ء یا ۱۱۰۹ھ/ ۱۶۹۷ء کو تحریر کی گئی، یہ تحریر بنیادی طور پر علمائے عرب کے لئے لکھی گئی۔ اس کا تعارف غالباً پہلی مرتبہ

Contribution of Shaykh Ahmad Sirhindi to Islamic Thought

کے عنوان سے ہونے والے سیمینار میں(۳۳) عبدالباری(۳۴) کے اس موضوع پر مقالہ میں سامنے آیا۔(۳۵) یہ کتاب دراصل شیخ عبدالاحد کے سات عربی رسائل کے مجموعہ موسوم بہ ''مجموعہ رسائل'' کا ایک حصہ ہے۔ جو شیفتہ کولیکشن(۳۶) نمبر65/72 عربی، مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا میں موجود ہے۔ یہ کتاب کل ۶۴ اوراق پر مشتمل ہے جو خط نستعلیق میں لکھے گئے ہیں۔ مخطوطہ پر سن تحریر اور کاتب کانام درج نہیں ہے۔ غالباً اس مخطوطہ کاکوئی دوسرا نسخہ موجود نہیں۔ مجھے یہ نسخہ میرے نہایت ہی محسن ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی (۳۷) کے توسط سے ملا۔

غالباً مصنف نے جنت کے آٹھ دروازوں والی حدیث کے پیش نظر اس کتاب کا نام ''الجنات الثمانیۃ'' رکھا ہے۔ ان آٹھ ابواب کی تعلیمات اسلامی فکر کی تشریح و وضاحت ہے ان پر عمل جنت میں داخلہ کا سبب ہو سکتا ہے۔ ابتدا میں مقدمہ اور آخر پر خاتمہ اورحسن خاتمہ اس کے علاوہ ہیں۔ مقدمہ میں اس کتاب کی تالیف کا سبب، بنیادی مآخذ اور ابواب کی تفصیل بیان کی ہے۔ مقدمہ کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں:

سبحانک یا من بعث علی رأس کل مائة سنة من هذه الأمة من یجدد لها دینها و زاد فی کل اٰن وشأن بشموس الهدایة ونجوم الکرامة تنویرها وتنزیهها.

صلّ وسلم وبارک وکرّم علی سیّد الأنام وصحبه الکرام ما راکع راکع بالحجر وخشع خاشع بالمقام.

أما بعد فیقول أضعف البریة عبدالأحد بن الشیخ محمد سعید خازن الرحمة الصمدیة قدس نفسه العلیة إنی لمّا فزت بزیارة الحرمین الشریفین زادهما الله أبهة وکرامة مع

إمام العصر وقطب الزمان الشيخ محمد نقشبند خلف قدوة العارفين غوث الواصلين الشيخ محمد معصوم قدس سرهٗ وتشرّفتُ بإدراک صحبة الكرام فيهما إلتمس جمع منهم أن أؤلف رسالة مشتملة على أحوال جدى المجدد للألف الثانى القطب الربانى الشيخ أحمد العمرى النقشبندى السرهندى قدسنا الله بسره السامى حيث تكون تذكرة.

درود پاک میں خاشع کا لفظ استعمال کیا۔ اس سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ ان الفاظ کا انتخاب آپ کے ادبی ذوق کا مظہر ہے۔

آٹھوں ابواب اور ان کے مندرجات کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے:

پہلے باب میں ان بشارتوں کا تذکرہ ہے جو آپ کی ولادت سے پہلے دی گئیں یہاں مصنف نے حدیث صلہ، بعض اولیاء کے اقوال اور خواب نقل کئے ہیں۔

دوسرے باب میں حضرت عمرؓ تک آپ کا نسب نامہ اور تاریخ ولادت مذکور ہے۔

تیسرے باب میں آپ کے نقشبندی، قادری، اور چشتی مشائخ کے شجرہ ہائے طریقت نقل کئے گئے ہیں۔

چوتھا باب مختلف علوم و فنون جیسے حدیث، علم القراء ۃ اور فقہ کی اسانید درج کی ہیں۔

پانچویں باب میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

چھٹے باب میں وفات سے قبل اور بعد کی کرامات نقل کی گئی ہیں، ساتھ ہی کرامات کے بارے میں مختصراً آپ کا نکتہ نظر بھی بیان کیا ہے۔

ساتویں باب میں شیخ احمد سرہندی کی تصانیف سے بعض اقتباسات اور آپ کے مکاشفات ومبشرات درج ہیں۔ اس باب میں بعض فارسی عبارات بھی ہیں۔

آٹھویں باب میں آپ کے کلام پر معاندین و مخالفین اور محبین کو جو اشکالات، الجھنیں یا غلط فہمیاں پیش آئیں ان کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ باب جتنا ماضی کے لئے اہم تھا حال کے لئے اس سے زیادہ اہم ہے۔

خاتمہ اورحسن خاتمہ میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے بارے میں آپ سے تعلق و محبت رکھنے

والے احباب کی آراء، تأثرات، واقعات درج کئے ہیں۔حسن خاتمہ میں مؤلف نے اپنا خواب نقل کیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے لئے جنت اور کئی لوگوں کی شفاعت کی بشارت درج کی ہے۔ اختتامی کلمات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ و سلام ہیں۔

اس کتاب کا جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ مصنف نے عرب دنیا میں شیخ احمد سرہندیؒ کی شخصیت ایک جامع اور مختصر تعارف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ، اس زمانے میں عرب میں آپ کے خلاف پیدا کئے جانے والے شکوک و شبہات کے ازالے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ مصنف نے پرزور علمی دلائل سے شیخ احمد سرہندی کے افکار کی وضاحت اور وکالت کی ہے۔

الجنات الثمانیہ کے بنیادی مآخذ

اس مخطوطہ کے مطالعہ سے اس کے درج ذیل مآخذ کی باآسانی نشاندھی کی جاسکتی ہے۔

(۱) مکتوبات امام ربانیؒ

(۲) مبداء و معاد از شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ

(۳) مکتوبات سعیدیہ

(۴) زبدۃ المقامات از محمد ہاشم کشمی

(۵) حضرات القدس از بدر الدین سرہندی

الجنات الثمانیہ کے چند امتیازات

جس سفر میں یہ کتاب تالیف ہوئی شیخ محمد نقشبند ابن خواجہ محمد معصوم ابن شیخ احمد سرہندی کے علاوہ بہت سے دیگر اہل علم حضرات بھی موجود تھے، یقیناً اس کے مندرجات کے حوالہ سے ان سب کی تائید و معاونت شیخ عبدالاحد کو حاصل رہی ہو گی۔

اس دور میں عموماً برصغیر میں تالیفات و تصانیف کی زبان فارسی تھی۔ شیخ عبدالاحد کا اس کو عربی میں تحریر کرنا مجددی فکر کو عالمی جہت عطا کرتا ہے اور عالم عرب میں شیخ احمد سرہندیؒ کے افکار سے متعلقہ غلط فہمیوں کی نوعیت کو بھی واضح کرتا ہے کہ ان غلط فہمیوں کی اصل بنیاد آپ کی فکر کی صحیح ترجمانی نہ ہو سکنا ہے۔ یہ کتاب حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی بعض ایسی تصانیف کا تذکرہ بھی کرتی ہے جو ہمیں دوسرے ذرائع سے مستند معلوم نہیں ہوئے تھے۔

شرح المقاصد، شرح المواقف اور بیضاوی کے حواشی۔ شیخ عبدالاحد ان کتابوں پر تبصرہ کرتے ہوئے اور آپ کی تعلیمی و تدریسی مشغولیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وغیرهذا احواش جلیلة علی اوراق الکتب فی حل المشکلات ورد الشبهات علی شرح المقاصد والعضدی وشرح المواقف والبیضاوی وغیرها من عجائب أمره وغرائب شانه انه فرغ من تحصیل العلوم العقلیة والنقلیة واشتغل بالتدریس والتعلیم وحل الموادالمغلقة وفتح الابواب المشکلة وهو ابن سبعة عشرسنة.(الجنة الخامسة)

اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب شاہ جہاں نے شیخ میرک سے پوچھا کہ سلطان روم کو ہندوستان کی بے مثال چیزوں میں سے کیا تحفہ بھیجا جائے تو انہوں نے جواب دیا کہ سلطان روم کو مکاتیب امام ربانی ارسال کئے جائیں ان کی مثال دنیا میں موجودنہیں۔(الجنۃ الخامسۃ)

اس سے یہ بات باآسانی کہی جاسکتی ہے کہ سرہند پر مختلف حملوں کے دوران شیخ احمد سرہندیؒ کا بہت سا کام ،جس کو مکتوبات کی طرح،جمع کرنے یا نقلیں تیار کروانے کااہتمام نہیں کیا گیا تھا ضائع ہوگیا۔

زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کے مؤلفین، شیخ احمد سرہندیؒ کے مرید ضرور تھے خاندان کے افراد نہ تھے۔ غالبًا یہ خاندان کے پہلے فرد ہیں جنہوں نے جد امجد کے احوال و افکار کو ایک مربوط انداز میں بیان کیا۔ حسن ترتیب میں یہ کتاب اپنے ان دونوں بنیادی مآخذات سے بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کے ذریعے مجددیہ سلسلہ کی بعض نایاب کتب جیسے لطائف المدینہ، برہان جلی(۳۸)، حسنات الحرمین(۳۹) کے نام بھی سامنے آئے ہیں۔

سوانح نگاری میں شیخ عبدالاحد کا اسلوب

سوانح نگاری پر شیخ عبدالاحد کی دو اہم کتابیں ہیں ایک لطائف المدینہ اور دوسری الجنات الثمانیہ۔

لطائف المدینہ اس وقت کی تصنیف ہے جب آپ کی عمر ۱۷، ۱۸ سال تھی اور دوسری کتاب اس وقت تحریر کی جب عمر۵۰ یا ۶۰ سال کے قریب تھی۔ مگر دونوں کتب حرمین شریفین کے تبرکات ہیں اور دونوں کی زبان عربی ہے۔ دونوں کتابوں کا اسلوب تحریر ایک ہی ہے۔ دونوں میں مؤلف نے اپنے

مندرجات کی ابواب بندی کی ہے اور مقدمہ میں اس ابواب بندی کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ لطائف المدینہ میں ابواب کو 'مقالات' اور 'الجنات الثمانیہ' میں 'الجنۃ' سے تعبیر کیا ہے۔ یہ فرق مؤلف کے ادبی ذوق کا آئینہ دار ہے۔ دونوں کتابوں کا اختتام خاتمہ پر ہوتا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مؤلف کی Hagiography کے اسلوب میں مقدمہ، ابواب بندی، ابواب بندی میں حسن ترتیب اور خاتمہ جسے نتیجہ بحث کہا جاسکتا ہے شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مؤلف صوفیہ کے عام تذکروں کی طرح صرف کرامات کے بیان پر ہی اکتفا نہیں کرتے ان کی علمی و فکری جہات کو بھی واضح کرتے ہیں۔

الجنات الثمانیہ پر تحقیقی کام

۱۔ راقم نے پوسٹ ڈاکٹریٹ کے لئے جس Research Project کا انتخاب کیا وہ شیخ عبدالاحد کی کتاب ''الجنات الثمانیہ'' تھی۔ پروفیسر ڈاکٹر مونا صدیقی، ڈائریکٹر، سنٹر فار دی سٹڈی آف اسلام، یونیورسٹی آف گلاسگو، گلاسگو کی زیرنگرانی ہونے والے اس کام میں درج ذیل امور پر توجہ دی گئی ہے:

(ا) مخطوطہ کا انگریزی ترجمہ، اس کتاب کا چونکہ کوئی دوسرا نسخہ تاحال دستیاب نہ ہو سکا، اس لئے بعض مقامات پر جملوں کے ربط کو سمجھنے کے لئے دقت پیش آئی لیکن یہ صرف چند مقامات ہیں۔ علاوہ ازیں شخصیات کے القابات جو مخطوطہ میں موجود تھے انگریزی ترجمہ سے حذف کر دیے گئے۔

(ب) اصل مآخذ کی تلاش اور ان کے حوالہ جات

(ج) احادیث اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے مگر ان کی تخریج کی گئی ہے۔

(د) حضرت شیخ احمد سرہندی کے افکار کا مختصر تعارف

(ہ) مؤلف ''الجنات الثمانیہ'' شیخ عبدالاحد کے احوال حیات اور اس کتاب کے مندرجات کا تعارف

(۲) اس مخطوطہ کو صاحبزادہ بدرالسلام صدیقی نے خانقاہ سلطانیہ جہلم سے تحقیق وتعلیقات کے ساتھ شائع کیاہے۔ اس کا عکس ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے باقیات جہان امام ربانیؒ، جلد:۲، ص:۴۰۹-۵۰۰ میں شائع کر دیا ہے۔

(۳) باقیات جہان امام ربانیؒ کی اسی جلد میں (ص: ۵۰۳-۵۸۸) مفتی محمد علیم الدین نقشبندی کا اردو ترجمہ بھی شامل اشاعت ہے۔

حیات شیخ عبدالاحدؒ کے مآخذ

شیخ عبدالاحدؒ کے احوال و آثار پر مختلف کتب میں منتشر مواد موجود ہے۔ ایک مرتب سوانح عمری کی صورت میں ابھی تک کوئی کتاب سامنے نہیں آئی۔ بہرصورت اس کے لئے جن مآخذ کا سہارا لیا جا سکتا ہے ان میں درج ذیل کتب شامل ہوسکتی ہیں۔

مکتوبات سعیدیہ، مکتوبات معصومیہ، وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول، گلشن وحدت، روضۃ القیومۃ، مقامات معصومی، ہدیہ احمدیہ، انفاس العارفین، مقامات مظہری، حسنات المقربین، عمدۃ المقامات، مرأۃ العالم-فارسی ادب بعہد اورنگزیب، تاریخ ادب اُردو، خزینۃ الاصفیاء، دانش نامہ ادب فارسی، انساب الانجاب۔

حواشی

١۔ کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، مکتبہ انوار مدینہ، سیالکوٹ: ١٤٠٧، ص: ٤١٦ / بدر الدین سرہندی، علامہ، حضرات القدس، مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ، ١٤٠٣ھ، جلد٢، ص: ٢٥٣

٢۔ معصوم سرہندی، خواجہ، مکتوبات معصومیہ، ادارہ مجددیہ، کراچی، دفتر سوم، مکتوب: ٣

٣۔ حضرات القدس جلد دوم، ص: ٢٥٣

٤۔ زبدۃ المقامات، ص: ٤١٦

٥۔ مکتوبات معصومیہ دفتر دوم، مکتوب: ٣

٦۔ سیر و سلوک سے متعلق آپ کی بلند نگاہی کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔
باقی باللہ، خواجہ، مکتوبات (قلمی) (عکس)، کتب خانہ جامعہ ریاض العلوم فیصل آباد، ص: ٥٩
مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ٢٥٩، ٢٩٦، ٣١١-دفتر دوم: مکتوب٣، ٧١، ٩١-دفتر سوم: مکتوب ٤٦، ٤٨، ٦١، ٧٣، ٧٧، ٨٨، ٩٣-دفتر دوم (مکتوب٥٥، ٩٨) اور دفتر سوم (مکتوب ٢، ٤٣، ٦٤، ٧٨، ٨٢، ٨٥، ١٠٤) آپ کے بھائی خواجہ محمد معصوم کے یہ مکاتیب تصوف میں آپ کے مقام و مرتبہ کے عکاس ہیں۔
مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم: مکتوب ١، ٣

٧۔ ملاحظہ فرمایئے سعید احمد، خواجہ، مکتوبات سعیدیہ، مرتب: خواجہ محمد فرخ، لاہور ١٣٨٥ھ
مکتوب نمبر٣٨، بنام شیخ ابراھیم، مدرس مدینہ منورہ
مکتوب نمبر٨٧، بنام امام اسمعیل والئ یمن
مکتوب نمبر٦٨، بنام علمائے الحرمین الشریفین
مکتوب نمبر٨٥، بنام شیخ احمد تبری خطیب مدینہ منورہ

۸۔ مکتوبات کی عمومی زبان فارسی ہے۔ بعض مکاتیب فارسی اور عربی میں لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں صرف عربی زبان میں لکھے ہوئے مکاتیب بھی ملتے ہیں۔ درج ذیل مکاتیب ملاحظہ فرمائیں:
مکتوب نمبر: ۷، ۸، ۱۶، ۲۹، ۳۰، ۸۶، ۸۹
شیخ محمد کے نام (مکتوب: ۹۷) امام ابوحنیفہؒ کے فضائل و مناقب اور حاسدین کے شبہات کے رد میں لکھا گیا۔ عربی زبان میں امام ابوحنیفہؒ پر یہ طویل خط(ص: ۱۵۸-۲۱۴) اس موضوع کے ہر پہلو کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

۹۔ بادشاہ وقت اورنگزیب عالمگیر کے نام آپ کے درج ذیل ۹ مکاتیب ہیں:
مکتوبات سعیدیہ، مکتوب نمبر۳۷، ۳۹، ۴۰، ۴۵، ۴۶، ۶۵، ۶۶، ۸۲، ۸۴ ان میں ۵ مکاتیب اس کے زمانہ شہزادگی کے ہیں۔ ان خطوط میں آپ نے اسے ہندوستان میں اسلام کی زبوں حالی، اس کی ذمہ داریوں اور ترویج شریعت سے متعلق آگاہی دی ہے۔
شیخ محمدسعید کا وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۷۱ کو دہلی سے سرہند جاتے ہوئے سنبھالکہ کے مقام پر ہوا۔ آپ کے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق کے ساتھ آپ کو سرہند میں دفن کیا گیا۔ آپ خازن الرحمۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کے احوال و آثار کے لئے ملاحظہ فرمایئے:-
زبدۃ المقامات، ص: ۴۱۵-۴۲۷
حضرات القدس، جلد۲، ص: ۲۵۲-۲۸۰
روضۃ القیومیۃ، جلد اول، ص: ۴۶۳-۴۷۰
شیخ عبدالاحد بن خواجہ محمد سعید نے آپ کے حالات پر ''لطائف المدینۃ'' کے نام ۱۰۶۷-۱۰۶۸ میں لکھی۔ یہ عربی نثر میں ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی میں ۲/۱۰۵۶-۱۹۵۷: N.M کے تحت محفوظ ہے۔ اس مخطوطہ کا ملخص اردو ترجمہ مع تعلیقات حوزۂ نقشبندیہ، لاہور سے ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء میں محمداقبال مجددی نے شائع کیا۔

۱۰۔ شیخ محمد سعید کے آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ جن میں شیخ عبدالاحد کا پانچواں نمبر ہے۔ تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۔ شیخ عبدالاحد کا شجرہ نسب اس طرح ہے:
عمرالفاروق> عاصم> حفص> عمر> عبداللہ> ناصر> ابراھیم> اسحاق> ابوالفتح> عبداللہ(اکبر)> عبداللہ (الواعظ الاصغر)> مسعود> سلیمان> محمود> نصیرالدین> شہاب الدین علی فرخ شاہ > یوسف> احمد> شعیب> عبداللہ> اسحاق> یوسف> سلیمان> نصیرالدین> نورالدین> امام رفیع الدین> حبیب اللہ> محمد> عبدالحی> زین العابدین> عبدالاحد> شیخ احمد سرہندی> خواجہ محمدسعید> شیخ عبدالاحد، گویا ۳۳ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔

۱۲۔ اقبال مجددی، محمد، مقامات معصومی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۴ء مقامات معصومی جلد دوم، ص: ۱۴۳

۱۳۔ شیخ احمد سرہندی نے مکتوبات میں ایک جگہ اخوند سجاول کا ذکر کیا ہے۔ (احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی،

ادارہ مجددیہ کراچی، دفتر سوم، مکتوب: ۹۱)

مکتوبات معصومیہ میں بھی ایک خط ان کے نام موجود ہے۔ (دفتر اول، مکتوب: ۱۹۷)

مجددی خاندان کے اکثر احباب ان کے استاد ہیں۔ فقہ کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شرح وقایہ کا فارسی ترجمہ اور ہدایہ کی شرح کے علاوہ مسائل ضروریہ کے نام سے تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے۔ (مقامات معصومی (جلد۴، ص:۳۸۹-۳۹۱)

حالات کے لئے ملاحظہ فرمائیں مقامات معصومی جلد اول، ص: ۶۱۹-۶۲۱

۱۴۔ محمد اقبال مجددی نے لطائف المدینہ کے مقدمہ میں ان کتب کی تفصیلات بڑی محنت سے اکٹھی کی ہیں۔ اقبال مجددی، محمد، مقدمہ لطائف المدینہ، حوزہ نقشبندیہ، لاہور ۲۰۰۴ء، ص: ۴۵-۶۱

کتب کی تفصیلات کے لئے درج ذیل مآخذ بھی ملاحظہ فرمائیں:

محمد احسان سرہندی، روضۃ القیومیۃ، مکتبہ نبویہ، لاہور، جلد۳، ص: ۵۶

روضۃ القیومیۃ، جلد۴، ص: ۱۲۴

مقامات معصومی، جلد۲، ص: ۵۳۸

عبدالحئی، مولانا، نزہۃ الخواطر (اردو) دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۶، مترجم انوارالحق قاسمی، جلد۶، ص:۱۸۷-۱۸۸

ضزوی، احمد، فہرست مشترک نسخہ ھای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، جلد۲، ۴، ۷

حسن انوشہ، دانش نامہ ادب فارسی، ادب فارسی درشبہ قارہ، تہران، ۱۳۸۰، ص: ۲۶۵۶-۲۶۵۷

۱۵۔ غلام سرور لاہور، مفتی، خزینۃ الاصفیاء انصاری کتب خانہ، جلد اول، ص: ۶۶۲-۶۶۳

۱۶۔ مقامات مظہری، ص: ۲۴۸-۲۵۲

۱۷۔ شیخ مظہر جان جاناں (م: ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۰ء) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور شیخ ہیں۔ ان کے احوال، شاہ غلام علی دہلوی نے مرتب کئے۔ ان کے اُردو ترجمہ اور تعلیقات کا کام محمد اقبال مجددی نے کیا ہے۔

۱۸۔ خالد کردی شاہ غلام علی دہلوی کے نامور خلیفہ ہیں۔ مغرب کے اہل علم میں نقشبندی سلسلہ کے معروف صوفیہ میں سے ایک ہیں۔

۱۹۔ قاضی ثناء اللہ کی شخصیت و سوانح پر تحقیقی مقالہ بعنوان ''تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی'' لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۰۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۷

۲۱۔ مقامات معصومی، جلد۲، ص: ۵۳۴، ۵۳۶، ۵۳۷

۲۲۔ ملاحظہ فرمایئے:

مکتوبات سعیدیہ، مکتوب: ۱۷، ۲۱، ۳۶، ۴۲، ۸۶

مکتوبات معصومیہ، دفتر دوم، مکتوب: ۱۱۹، دفتر سوم، مکتوب: ۲، ۱۴، ۱۶۸، ۲۰۵، ۲۴۸

۲۳۔ انفاس العارفین، ص: ۱۹۲، ۲۲۵

۲۴۔ اردو زبان کی قدیم ابتدائی شکل ریختہ کہلاتی ہے۔

۲۵۔ جالبی، جمیل احمد تاریخ ادب اردو، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۸۷، جلد۲، ص: ۱۲۴

۲۶۔ تاریخ ادب اردو، جلد۲، ص: ۱۲۴ / مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمایئے، نجم الاسلام، دین و ادب، ادارہ اردو حیدرآباد، ۱۹۸۹، ص: ۹۹، ۱۱۸، ۱۱۶ / تذکرہ روز روشن، ص:۶۹۰

۲۷۔ مقامات معصومی، جلد۲، ص: ۵۴۱

۲۸۔ مقامات معصومی، جلد دوم، ص: ۴۸۰

۲۹۔ مقامات معصومی، جلد دوم، ص: ۴۸۰

مزید اشعار کے لئے اسی جلد کا ص: ۲۲، ۵۳۳، ۵۴۳ ملاحظہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں صباء، مولوی محمد مظفر حسین، تذکرہ روز روشن، تصحیح وتحشیہ محمد حسین دکن، انتشارات کتابخانہ رازی، تہران، ۱۳۴۳، ص: ۶۹۱

۳۰۔ تاریخ ادب اردو، جلد۲، ص: ۱۲۳

۳۱۔ مقامات معصومی، جلد۲، ص: ۲۲

۳۲۔ قاسمی، احمد ندیم، (مدیر) سہ ماہی ''فنون'' لاہور، شمارہ۲، جلد: ۴، دسمبر۱۹۶۶ء، ص: ۲۴۲ محمد اکرم چغتائی کا مضمون بعنوان ''مائل دہلوی کا ایک اہم تاریخی قطعہ'' ص: ۲۳۷، ۲۴۵

۳۳۔ یہ سیمینار ۲۰ / ۱۹ مارچ ۲۰۰۴ء کو علی گڑھ یونیورسٹی، انڈیا کے شعبہ اسلامیات کے زیراہتمام منعقد ہوا۔ اردو زبان میں ۱۲ اور انگلش کے ۹ مقالات علیحدہ علیحدہ جلدوں میں ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئے۔ فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات (سیمنار مقالات)، عبدالعلی اور ظفر الاسلام، ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ ۲۰۰۵ء۔

Abdul and Zafar ul Islam, Contribution of Shaikh Ahmad Sirhindi to Islamic thought (seminar papers), Institute of Islamic Studies Aligarh, 2005.

محمد اقبال مجددی نے لطائف مدینہ میں اس مخطوطہ کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی دعوی کیا کہ انہوں نے یہ مخطوطہ ۲۵ جولائی ۱۹۸۹ کو دیکھا۔ مگر محمد اقبال مجددی کی تحقیقات اس سیمنار کے بعد شائع ہوئیں۔

۳۴۔ سابق صدر شعبہ عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا، آج کل نیو سرسید نگر علی گڑھ میں مقیم ہیں۔

۳۵۔ فکر اسلامی میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات، ص: ۱۹۸، ۲۰۳۔

جناب عبدالباری نے اس مضمون میں لکھا کہ اس سفر میں شیخ محمد معصومؒ، شیخ عبدالاحدؒ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ یہ مقالہ نگار کا سہو ہے۔ بلکہ شیخ محمد معصومؒ کے بیٹے خواجہ محمد نقشبندؒ ہمراہ تھے۔ اس کے لئے الجنات الثمانیہ کا مقدمہ ملاحظہ فرمایئے۔

۳۶۔ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کو نقشبندی سلسلہ میں خصوصی محبت تھی۔ شاہ ابو سعید، شاہ احمد سعید سے استفادہ کیا اور شاہ عبدالغنی مجددی سے خلافت حاصل کی۔ ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں فوت ہوئے۔ اس سلسلہ میں خاص عقیدت

و محبت کی وجہ سے ان کی collection میں سلسلہ عالیہ سے نایاب کتب موجود ہیں۔ تذکرہ گلشن بہار، ص:۳۲/مقامات خیر، ص: ۲۱۹

شیفتہ، نواب محمد مصطفیٰ خان، تذکرہ گلشن بہار، (مرتب: کلب علی خاں فائق) مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۳ء، ص:۳۲

زید فاروقی، شاہ ابو الحسن، مقامات خیر، شاہ ابو الخیر اکادمی دہلی، ۱۹۸۹ء، ص: ۶۱۹

۳۷۔ سابق ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا۔

۳۸۔ اس کتاب کا پورا نام ”البرھان الجلی فی فضل الذکر الخفی“ ہے۔ تاحال غیر مطبوعہ ہے۔

۳۹۔ یہ خواجہ محمد معصوم کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اصلاً عربی زبان میں تھے لیکن محمد اقبال مجددی نے ان کے فارسی متن کے ترجمہ و تعلیقات کو ۱۹۸۱ء میں شائع کروایا۔

☆☆☆☆☆